سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ

ملفوظات

(مسلسل)

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

ارشاد فرمایا کہ — کتاب مفتاح الفیض، شیخ حسن عہ طاہرؒ کی تصنیف ہے انہوں نے سلوک میں بڑی اچھی کتاب تحریر فرمائی ہے۔

فرمایا کہ — وہ علوم جن کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور اپنی بساط کے مطابق ان کو یاد

عہ راجی حامد شاہؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے والد شیخ طاہرؒ ملتان سے طلب علم کے سلسلے میں نکلے تھے وہ ایک مدت تک بلدۂ بہار میں رہے۔ شیخ حسنؒ بہار ہی میں پیدا ہوئے۔ عالم شباب میں طلب علم کے زمانے ہی میں دردِ طلب معرفت دامنگیر ہوگیا تھا۔ بنابریں درویشوں کی خدمت میں رہنے لگے بعدہٗ راجی حامد شاہؒ کی خدمت میں پہنچے اور علما میں سب سے پہلے یہی وہ شخص ہے جو حضرت راجی حامد شاہؒ کے مرید ہوئے۔ جونپور میں سکونت اختیار کرلی تھی بعدہٗ سلطان سکندر لودھی کی درخواست پر اوّل آگرہ پھر دہلی تشریف لے آئے وہیں کوشک نجے منڈل میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ سکونت اختیار کرلی تھی ۲۴ ربیع الاوّل سنہ ۹۰۹ھ کو وصال ہوا۔ (اخبار الاخیار)

بھی رکھتا ہوں ---- ڈیڑھ سو علوم ہیں ۔

ایک عالم نے عرض کیا کہ (عام طور پر) ۱۴ علوم بتائے جاتے ہیں ---- فرمایا یہ تحصیلِ علم کے اعتبار سے ہیں ---- (نہ کہ مطالعہ کے اعتبار سے) ۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک روز ذکر تھا کہ منظوم خطبہ ہندوستان میں رواج پاگیا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا مکروہ ہے مگر اس صورت میں مکروہ ہے جب کہ بالکل نظم ہی نظم ہو خواہ وہ نظم اردو میں ہو خواہ فارسی میں خواہ عربی میں ---- اگر بعد نثر (عربی) کچھ اشعار (عربی، نصیحت آمیز) پڑھ دے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ----

فرمایا کہ ---- فوائد الفواد (ملفوظات سلطان المشائخ رح) سلوک کا دستور العمل ہے ۔ بہت ہی اچھی کتاب ہے ---- ہر چند کہ امیر خسرو نے بھی ملفوظاتِ سلطان المشائخ رح جمع کئے ہیں، لیکن وہ اس قدر مقبول نہیں ہیں ۔

فرمایا کہ ---- سلطان المشائخ رح عظیم الشان بزرگ تھے اور ان کے خلفاء بھی کیسے کیسے عالیشان ہوئے ہیں جیسے حضرت اخی سراج رح (یعنی شیخ سراج الدین عثمان اودہی رح) حضرت نصیر الدین رح (چراغ دہلی) ۔

فرمایا کہ ---- حضرات قدمائے چشتیہ نے سماع، مزامیر کے ساتھ نہیں سنا، چنانچہ سلطان المشائخ (حضرت نظام الدین اولیاء رح) جو کہ سماع کے عاشق تھے، فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مزامیر سنے وہ میری محفل میں نہ آئے ۔

ارشاد فرمایا کہ ---- شیخ سدّو کے نام کا کھانا نہ کھانا چاہیئے، اس لئے کہ اس کھانے کو

عہ امروہہ میں سلطان معز الدین کیقباد کے زمانے میں اب سے ٹھیک سات سو سال پہلے سب سے پہلی جامع مسجد حکومت کی جانب سے بنائی گئی ۔ عہد اکبری میں سید محمد میر عدل امروہی رح نے اس کی شان و شوکت میں اور اضافہ کیا اس مسجد میں ایک مدرسہ بھی تھا جو مدرسۂ معزیہ کہلاتا تھا۔ اس مسجد کے ایک مؤذن صدر الدین (جو سدو کہلانے لگا) کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ عملیات کا ماہر تھا اور غلط طریقے پر یہ بھی مشہور ہے کہ اس کی روح ماری ماری پھرتی ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

[ن]گ بھوگ کے طور پر کرتے ہیں، سدّو کی ایذا رسانی کے خوف سے۔

ایک مُریدنے عرض کیا کہ بعض جگہ بعض جنّات کی پختہ یا خام چیز پر نیاز دلاتے ہیں [ص]رف اس خیال سے کہ یہ جن فلاں بزرگ سے تعلق رکھتا تھا۔

فرمایا — ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔

ارشاد فرمایا — میرے شاگردوں میں دو شاگرد خوب ہیں ایک مولوی رفیع الدین (شاہ [ر]فیع الدین دہلویؒ) اور دوسرے مولوی الٰہی بخش (مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ) یہ دونوں بقیدِ [ح]یات ہیں (مولوی) مُراد علی (جو کہ میرے شاگرد ہیں) کلکتہ میں رہتے ہیں مگر شغلِ تدریس چھوڑ [د]یا ہے۔ تجارت میں مشغول ہوگئے ہیں — باقی (اکثر شاگرد) انتقال کرگئے۔

فرمایا کہ — مولوی رفیع الدین (دہلوی) نے ریاضیات میں اتنی ترقی کی ہے کہ ریاضی [ک]ے موجد محمد علی نے شاید اسی قدر ترقی کی ہو۔

ارشاد فرمایا کہ — والد ماجدؒ نے ہر ایک فن میں ایک ماہر شخص تیار کیا تھا اور ہر فن کے [ط]الب کو اُس فن کے ماہر کے سپرد کر دیتے تھے — خود معارف گوئی اور معارف نویسی میں [م]شغول رہتے تھے اور درسِ حدیث دیتے تھے (بعض مضامین) بعدِ مراقبہ اور کشف کے [ذ]ریعے معلوم کر لینے کے بعد تحریر فرماتے تھے — بیمار کم ہوتے تھے — عمر شریف ۶۱ سال [چ]ار ماہ کی ہوئی۔ ۴ شوال المکرم کو پیدا ہوئے تھے اور ۲۹ محرم الحرام کو بوقت ظہر وفات پائی

[گ]زشتہ صفحہ کا باقی حاشیہ) ہوس پرستوں اور شرک پسندوں نے سدّو کے نام پہ کھانے کمانے کے [دھ]ندے نکال لئے اور مسلمانانِ امروہہ کی روشن پیشانی پر بدنامی کا ٹیکہ لگا دیا۔ صحیح طور پر [ت]عین کرکے نہیں کہا جاسکتا مگر کوئی دو سو سال سے یہ شرک کا بازار گرم تھا۔ سدّو کا بکرا تو [م]شہور رہی ہے جس کو فتاویٰ اور تفسیر میں حضرت شاہ صاحبؒ نے حرام قرار دیا ہے۔ شرک [پ]سندوں نے جن میں سنّی اور شیعہ دونوں ہیں مسجد سے باہر میلا کرتے کرتے یہ چاہا کہ اس قدیم مسجد [ک]و اپنے مشرکانہ رسوم کا مرکز بنائیں، امروہہ کے حساس مسلمانوں نے ان کے مقصد کو پورا نہ ہونے [د]یا۔ اس کا مقدمہ سال بھر سے چل رہا ہے ناظرین دعا کریں کہ اہلِ حق کو کامیابی ہو۔

(اس کے بعد غالباً دوبارہ معلوم کرکے جامعِ ملفوظات نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ) آپ کی تاریخ تولّد ۴ رشوال ۱۱۱۴ھ روز چہار شنبہ ہے۔ تاریخِ وفات۔ او بود امام اعظم ۱۱۷۶ھ ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ـــ سلطنت، کفر کے ساتھ قائم رہ سکتی ہے۔ ظلم کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی۔

ارشاد فرمایا کہ ـــ فی الحقیقت بیعت، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ خدا سے ہوتی ہے ـــ تمام (مُرشد) نائب حضرتِ رسالت مآب ہیں اور مُرید، بشرط اجازت نائب مرشد ہوتا ہے۔

فرمایا کہ ـــ مثنوی مولانا رومؒ کُل کی کُل جواہرِ نفیسہ کی مانند ہے لیکن اُس کا ایک شعر تو لاکھ روپے کا ہے۔

ور نگند رو لطفِ او شد بیشتر   بہرِ تقریبِ سخن، بارِ دگر

(یعنی اگر اللہ تعالیٰ بندے کی دُعا کو قبول نہ فرمائے تو یہ بھی اس کا ایک بڑا لطف وکرم ہوتا ہے اس لئے کہ اس صورت میں دوبارہ اس سے مناجات کرنے اور گفتگو کرنے کی تقریب پیدا ہو جاتی ہے)۔

ایک شخص کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ـــ میں نے عربی اشعار ایک مدت تک کہے ہیں، اب ۲۵ سال سے کہنے موقوف کر دیئے ہیں ـــ نیز فرمایا کہ عربی نظم و نثر کی خوبی یہ ہے کہ اس میں عجمیت بالکل محسوس نہ ہو۔ چنانچہ ہمارے خاندان میں (عربی نظم و نثر کے اندر) یہی بات ہے (کہ ہوتے عجمیت نہیں پائی جاتی)۔

فرمایا کہ ـــ والد ماجدؒ کی مثل مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا علاوہ کمال علوم اور دیگر کمالات کے ان کو ضبطِ اوقات میں بھی کمال حاصل تھا کہ بعد اشراق (تحریر و تصنیف کے لئے جا بیٹھتے تھے اور دو پہر تک زانو نہیں بدلتے تھے حتیٰ کہ جسم کو کھجاتے اور تھوکتے بھی نہ تھے۔

ایک بزرگ نے عرض کیا کہ میں نے آپ کے جدِّ امجد (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ) کو خواب میں دیکھا ہے بالکل آپ کی صورت تھے ـــ فرمایا ہاں میں اپنے دادا سے بہت مشابہ ہوں۔

فرمایا ـــــ میں نے نعتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت سے اشعار کہے ہیں اور والد ماجدؒ کے ہردو قصیدۂ ہمزائیہ و یائیہ کو مخمس کیا ہے یعنی ہر شعر پہ تین مصرعے اپنی طرف سے لگائے ہیں ـــــ ادبی تذکرے میں بید مجنوں کا ذکر آگیا تو فرمایا کہ میں نے بھی بید کو ایک شعر میں نظم کیا تھا وہ شعر یہ ہے ؎

زنازک طبع غیر از خود نمائیہا نمی آید درختِ بید را دیدم کہ دائم بے ثمر باشد

(ترجمہ) :- نازک مزاج لوگوں سے سوائے خود نمائی کے اور کچھ نہیں آتا میں نے درخت بید کو (جو کہ نازک ہوتا ہے) دیکھا کہ ہمیشہ بے ثمر رہتا ہے)۔

فرمایا کہ ـــــ ہر چند والد ماجدؒ نے مجھے شغل معالجہ اور طبابت سے منع فرما دیا تھا لیکن طب (فی نفسہ) ہے اچھی چیز ـــــ گویا جاں بخشی ہے ۔

نیز فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بچپن میں بیمار ہوگیا تھا ایک حکیم نے میرا علاج کیا (بفضلہ تعالے) مجھے شفا ہوگئی ـــــ والد صاحبؒ نے ان حکیم صاحب سے فرمایا کہ چونکہ تم نے مجھے خوش کیا ہے اس لئے بولو میں تمہارے حق میں کیا دُعا کروں ۔ اگرچہ اس انداز میں بات کہنی والد ماجدؒ کی عادت کے خلاف تھی (مگر حکیم صاحب سے یہ بات فرمادی) حکیم صاحب نے عرض کیا کہ آپ دعا کردیں کہ میں ملازم ہو جاؤں ۔ اسی زمانے میں وہ سَو روپیہ کے ملازم ہوگئے اور سواری بھی ان کو ملی ـــ جب انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں (آپ کی دُعا سے) ملازم ہوگیا ۔ تو فرمایا کہ تمہاری ہمت بہت کم تھی کہ تم نے فقط دنیا پر اور اتنی حقیر چیز پر اکتفا کیا ۔

ارشاد فرمایا کہ ـــــ مکہ معظمہ میں اس وقت سلطان مراد (شاہ روم) کی بنوائی ہوئی عمارت ہے جس کو سنہ ۱۰۱۶ھ میں تعمیر کرایا تھا ۔

ارشاد فرمایا ـــــ قطب مینار سات منزل کا تھا ، اب چھ منزل رہ گیا ہے ۔ اس پر سے ایک فقیر (تماشے کے طور پر) جست لگایا کرتا تھا اور کمال یہ کرتا تھا کہ اپنے لمبے اور گھیردار لباس کے ساتھ ہوا میں معلق ہوجاتا تھا ، پھر انتہائی کمال یہ دکھاتا تھا کہ (نیچے کھڑے ہوئے تماشائیوں کے مجمع میں سے) کوئی انعام کے لئے روپیہ دکھاتا تھا تو اس روپے کو لینے کے لئے اوپر سے نیچے

جست لگا کر اُترتا تھا اور اس مجمع کثیر میں سے اسی روپیہ دکھانے والے کو پکڑ لیتا تھا، حالانکہ اتنے بجگھٹے میں ایک مخصوص شخص کا شناخت کر لینا مشکل بات ہے۔ میں نے اس کا یہ کمال اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔

ارشاد فرمایا ــ (ایک مرتبہ رمضان کے مہینے میں) ایک رات میں نے دہلی کی جامع مسجد میں شمار کیا تھا ۳۵ جگہ حُفّاظ، جماعت کے ساتھ تراویح پڑھا رہے تھے۔

فرمایا کہ ــــ اگر آدمی کردار کا سچّا اور پکّا ہو تو بڑی اچھی بات ہے ــ کتب سلوک میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک چور تھا اُس نے اپنے گروہ سے یہ عہد کیا تھا کہ میں سوائے بادشاہ کے گھر کے کسی کے یہاں چوری نہیں کروں گا چنانچہ ایک رات موقع پاکر وہ بام بادشاہ پر چڑھ گیا، دیکھا کہ بادشاہ جاگ رہا ہے اور اپنی بیوی سے لڑکی کی شادی کے بارے میں گفتگو کر رہا ہے۔ درمیانِ گفتگو میں بادشاہ نے کہا کہ میں گرد و نواح کے شاہوں میں اس لڑکی کا رشتہ نہیں کروں گا، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ کسی ایسے شخص سے اس کی شادی کروں جو صالح ہو اور دین کا بادشاہ ہو۔ بیوی نے کہا کہ آپ کس طرح پہچانیں گے کہ یہ دین کا بادشاہ ہے۔ جواب دیا کہ جو شخص ایک سال تک تکبیرِ اولیٰ فوت کئے بغیر نماز باجماعت پڑھے گا وہ بلاشبہ صالح ہوگا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کو کوئی عذرِ شرعی ہو اور اس کی وجہ سے کبھی تکبیرِ اولیٰ رہ جائے۔

اس چور نے جب یہ سُنا تو چوری چھوڑ چھاڑ ایک مسجد میں ڈیرا ڈال لیا اور سال بھر تک اس کی تکبیرِ اولیٰ فوت نہیں ہوئی ــ اب سوائے اس کے کوئی ایسا نہ تھا کہ اس کی تکبیرِ اولیٰ سال بھر تک فوت نہ ہوئی ہو (ایک سال گزرنے پر بعد تحقیقات) بادشاہ اس مسجد کی طرف گیا۔ سلام و کلام اور تعظیم و تکریم کے بعد بادشاہ نے اس شخص سے دریافت کیا کہ آپ کے پیر و مرشد کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پیر و مرشد تو سرکار ہی ہیں اور پورا قصہ بیان کیا۔ پھر (بادشاہ کے کہنے کے باوجود) اس کی لڑکی سے اپنی شادی کرنا منظور نہیں کیا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ نیت ہمیشہ ڈانوا ڈول رہا کرتی ہے، اسی بنا پر بزرگوں نے کہا ہے کہ عملِ خیر میں مشغول رہنا چاہیئے انشاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی نیّت درست ہو ہی جائے گی۔

فرمایا کہ ــــ حکومتِ نواب وزیر (حکومتِ اودھ) ابھی تک دار الحرب نہیں بنی

اگرچہ دارالرفض ہے ـــــ تجربے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس حکومت میں بے برکتی بہت ہے اگرچہ یہ بے برکتی انگریزوں کی عملداری والے علاقوں سے کم ہے ۔

مولانا عبدالعلیؒ (بحرالعلوم فرنگی محلی) کا اور آصف الدولہ کے ان کو طلب کرنے کا ذکر آیا تو فرمایا کہ غازی الدین حیدر اگر مجھے بلا منصب و جاگیر بھی طلب کرے گا تو میں وہاں جاؤں گا، بشرطیکہ وہ میرے مسلک سے متعرض نہ ہو، اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ دکھاؤں گا کہ ایک مخلوق راہِ ہدایت پر آجائے گی، اپنی تقاریر کا ڈھنگ بھی بدل دوں گا، یعنی وہ تقاریر بالکل اچھوتے اور نئے انداز کی ہوں گی، جو سب میں مقبول ہوں گی اور لوگ متوجہ ہو کر دینِ حق اختیار کر لیں گے ۔

ارشاد فرمایا ـــــ پانی کم پینے سے قوتِ گویائی بڑھ جاتی ہے ۔ چنانچہ حکیم سنائیؒ نے فرمایا ہے ؎

ذہنِ ہندی و نطقِ اعرابی بود از کم خوری و کم آبی

(یعنی ہندوستانی کا ذہن کم کھانے اور عرب کے دیہاتی کی قوتِ گویائی کم پینے کی وجہ سے ہے) ۔

فرمایا کہ ـــــ ہر قوم کا ذہن کسی نہ کسی فن میں ہوتا ہے ۔ چنانچہ ذہنِ ہنود، حساب میں اور ذہنِ انگریز جزوی صنعت و حرفت میں اور ریاضیات میں خوب ہے، اگرچہ وہ دقائقِ منطقیہ اور مسائلِ الٰہیات و طبیعات کو کم سمجھتے ہیں ۔ الا ماشاء اللہ ۔

فرمایا کہ ـــــ دو میوے ایسے ہیں کہ تینوں حواس ان سے لذت یاب ہوتے ہیں ۔ ولایت میں سیب اور ہندوستان میں آم ـــــ قوتِ باصرہ ان میووں کے رنگ سے، قوتِ شامہ ان کی خوشبو سے اور زبان ان کے ذائقے سے لذت حاصل کرتی ہے ۔

فرمایا ـــــ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

کیمیا خواہی ، زراعت کن کہ خوش گفت آنکہ گفت
زرع را ثلثین زر است و ثلثِ دیگر ہم زر است

(یعنی اگر تو کیمیا کا خواہشمند ہے تو زراعت کر، بقول شخصے زرع (کھیتی) کے حروف میں دو ثلث تو زر ہے ہی، آخری ثلث بھی عین ہے جس کے معنی سونے کے ہیں) ۔

چہل قدمی کے وقت نواب فیض محمد خاں وغیرہ اُمراء سواری سے اُتر اُتر کر ملاقات اور مصافحہ کر رہے تھے، ان میں بعض اُمراء ایسے بھی تھے کہ پھر سوار نہیں ہوئے، حضرتِ والا کے پیچھے پیچھے چلتے تھے (اسی چہل قدمی کی حالت میں) فرمایا کہ میں اس مرض سے جس کی بنا پر یہ چہل قدمی کر رہا ہوں ـــ دیگر امراض کے مقابلے میں زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہوں، پھر یہ شعر پڑھا ؂

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوانِ عشق
او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رُسوا شُدیم

(یعنی میں اور مجنوں دونوں مکتبِ عشق میں تعلیم پایا کرتے تھے ـــ وہ جنگل کی طرف چلا گیا اور میں گلی کوچوں میں رسوا ہو گیا)۔

پھر فرمایا، جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو وہی بہتر ہے۔

چوں طمع خواہد زمن سلطانِ دیں — خاک، بر فرقِ قناعت بعد ازیں

(یعنی اگر سلطانِ دیں مجھ سے بالفرض، طمع کا مطالبہ کرے تو پھر میں طمع کروں گا اور قناعت کے سر پر خاک ڈال دوں گا)۔

پھر امیر خسروؒ کے وہ اشعار پڑھے جو تعریفِ دہلی میں ہیں (ان میں ایک شعر یہ ہے)

حضرتِ دہلی، کَنَفِ دین وداد — جنّتِ عدن است کہ آباد باد

چہل قدمی کے بعد مکان واپس آکر چارپائی پر استراحت فرما ہوئے، شاہزادہ مرزا محمد جان تشریف رکھتے تھے وہ چارپائی کے نیچے بیٹھے رہے ـــ ارشاد فرمایا کہ معاف کرنا میں معذور ہوں، میرا خادم بھی مالشِ اعضاء کے لئے چارپائی کے اوپر بیٹھے گا ـــ (یہ سُن کر) شاہزادے نے تواضع کا اظہار کیا اور اپنے ہاتھ سے بدن مبارک کو دابنا شروع کر دیا۔ حضرتِ والا نے معذرت کر کے اس کو اس خدمت سے باز رکھا۔

اسی اثناء میں ایک حافظ صاحب وارد ہوئے۔ ان کی خیریت دریافت کرنے کے بعد فرمایا ـــ میں نے سُنا ہے کہ تم اچھی آواز سے اشعار پڑھتے ہو ـــ مجھے اشتیاق ہے، کچھ سناؤ، مگر یہ واضح رہے کہ اگر میری مرضی کے موافق نہ ہوئے تو منع کر دوں گا، اس کو معاف کر دینا۔

پھر ایک مرید سے ارشاد فرمایا کہ کلمات الصادقین میں سے جو کہ صلحاء دہلی کے حالات پر مشتمل ہے۔ کچھ پڑھو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ترکِ اُولیٰ یا خطائے اجتہادی کی وجہ سے کسی پر طعن و اعتراض کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ ہر معاملے میں خصوصًا کسی پر اعتراض کرنے میں طریقہ اعتدال اختیار کرنا اچھا ہے۔

فرمایا کہ ـــ شاہ عبداللطیف گجراتی رحؒ کے متعلق عالمگیر رحؒ نے بہت کچھ تعظیمی الفاظ لکھے ہیں۔ جب عالمگیر رحؒ نے دکن سے اُن کو لکھا کہ اشتیاقِ قدمبوسی غالب ہے، اگر اجازت ہو تو حاضرِ خدمت ہو جاؤں تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ کے یہاں آنے میں ایک قباحت ہے اور وہ یہ کہ آپ مجھ (ناکارہ) کو دیکھ کر یہ سمجھیں گے کہ اولیائے سابق بس اسی طرح کے ہوں گے جیسا کہ یہ ہے، اس صورت میں اولیائے کبار کی طرف سے آپ کا ذہن غلط ہو جائے گا۔

(بشکریہ الفرقان)

مولانا عبیداللہ سندھی

مصنفہ:- پروفیسر محمد سرور

مولانا سندھی مرحوم کے حالاتِ زندگی، تعلیمات اور سیاسی افکار پر یہ کتاب ایک جامع اور تاریخی حیثیت رکھتی ہے، یہ ایک عرصے سے نایاب تھی۔ یہ کتاب دین، حکمت، تاریخ اور سیاست کا ایک اہم مرقع ہے۔

قیمت:- مجلد چھ روپے پچھتر پیسے

سندھ ساگر اکادمی۔ چوک مینار۔ انارکلی۔ لاہور